ہو۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ سب مسلمان کسی ایک جماعت کو اپنے مذہبی معاملات میں نمائندگی کا حق دے دیں اور اُس پر وہ اعتبار کریں۔ اس قسم کی ایک مذہبی جماعت جمعیۃ علماً کے نام سے پہلے سے قائم ہے۔ یہ کسی ایک خاص مسلک و مشرب کے علمار کی جماعت نہیں ہے۔ اس میں دیوبندی بھی ہیں اور غیر دیوبندی بھی۔ مقلد بھی ہیں اور غیر مقلد بھی۔ ندوی اور فرنگی محلی بھی۔ پھر اس جماعت کی تاریخ ماضی بڑی شاندار رہی ہے اس لئے اگر حکومت کے سامنے مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں نمائندگی کا حق اسی ایک جماعت کو دے دیا جائے اور سب مسلمان اخبارات اس کی حمایت کریں تو پھر آپ کے مطالبہ کا ایک وزن بھی ہو سکتا ہے اور اُس کی شنوائی بھی ہو سکتی ہے

گذشتہ سال بمبئی میں جو آل انڈیا دینی تعلیمی کنونشن ہوا تھا اگر ہم چاہیں تو اس سے سبق لے سکتے ہیں۔ اس کنونشن میں سنی۔ شیعہ۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ مسٹر۔ مولوی۔ صوفی غرض ہر ہی قسم کے مسلمان جمع ہوئے اور سب نے دینی تعلیم کی اسکیم کو چلانے اور کامیاب بنانے کے سلسلہ میں جمعیۃ پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا اور یہ خدمت بھی جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ کے سپرد کر دی۔

لکھنؤ کنونشن کے بعد سے جمعیت سیاسیات سے تو الگ ہو ہی گئی ہے اس لئے اب اس معاملہ میں آپ کو نہ اس کی قیادت کی ضرورت ہے اور نہ وہ خود اس سلسلہ کی کسی چیز سے متعلق آپ کو کوئی رہنمائی دے سکتی ہے۔ آپ کو اختیار ہے۔ اپنی صوابدید کے مطابق جس راہ کو اچھا سمجھیں اختیار کریں اب صرف مذہبی اور تہذیبی معاملات رہ جاتے ہیں! تو اگر واقعی ایک اجتماعی اور ملی مفاد آپ کے سامنے ہے۔ اور جنت کا مستحق آپ صرف اپنے آپ کو ہی نہیں سمجھ بیٹھے ہیں تو آپ کے لئے صرف دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو اپنے دینی اور مذہبی معاملات و مسائل میں جمعیت علمار کی نمائندگی پر اعتماد کیجئے اور اگر نہیں کر سکتے تو اس کے بالمقابل کوئی اور ایسی جماعت پیدا کیجئے جو سب مسلمانوں کی مذہبی نمائندگی کر سکتی ہو۔ ہر ایک اپنی ڈفلی اور اپنا راگ رہا تو نہ ڈفلی رہے گی اور نہ راگ۔

لیکن الدین النصح کے بحکم یہاں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ جمعیۃ علمائے ہند کا نظام دستوری جس طرح جمہوری اور عوامی ہے اُسی طرح اُس کا نظامِ عملی بھی جمہوری ہونا چاہیئے اور عام طور پر اس جماعت کو جو خاص ایک ہی مسلک کے علمار کی جماعت سمجھا جاتا ہے۔ کوشش ہونی چاہیئے کہ یہ خیال لوگوں کے دماغ سے دور ہو نوجوان علمار کو موقع دینا چاہیئے کہ وہ ذمہ داری کے کام سنبھالیں تاکہ موجودہ اکابر جمعیۃ کی رہنمائی اور نگرانی میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو کل اپنے بزرگوں کی جانشینی کر سکیں۔ ایک بڑے انسان کا فرض صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ خود بڑے کام کرے بلکہ اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بڑے آدمی پیدا کرے تاکہ اُس کے بعد اُس کی روایات قائم رہیں اور اُس کے شروع کئے ہوئے کام مسلسل زندہ، پیدا،